قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر۔ ابو سعید

Online Edition

جمعۃ المبارک 25ر ستمبر 2020ء | 08 صفر 1442 ہجری قمری | جلد:2 | شمارہ:227

فرمانِ رسول ﷺ

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ہم حضرت عمرؓ کے ساتھ مکہ اور مدینہ کے درمیان کسی جگہ تھے۔ آپ نے ہمیں اہل بدر کے بارہ میں بتانا شروع کیا اور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ بدر سے ایک روز قبل ان کفار مکہ کی قتل گاہیں بتائیں اور فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو یہ کل فلاں فلاں کی قتل گاہ ہوگی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: مجھے اس ذات کی قسم جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے وہ بعینہٖ وہیں پر گرے۔ بعد میں انہیں ایک گڑھے میں ڈال دیا گیا۔ پھر رسول کریم ﷺ تشریف لائے اور دو دفعہ نام لے کر آواز دی کہ اے فلاں بن فلاں! کیا تم نے وہ وعدہ سچ نہیں پایا جو تمہارے ربّ نے تم سے کیا تھا؟ مَیں نے تو اس وعدہ کو سچ ہی پایا ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھ سے کیا ہے۔ اس پر حضرت عمرؓ نے عرض کی: کیا آپ ﷺ مُردوں سے باتیں کرتے ہیں جن میں کوئی روح نہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم میری باتوں کو ان سے زیادہ نہیں سنتے۔

(سنن نسائی کتاب الجنائز باب ارواح المومنین)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

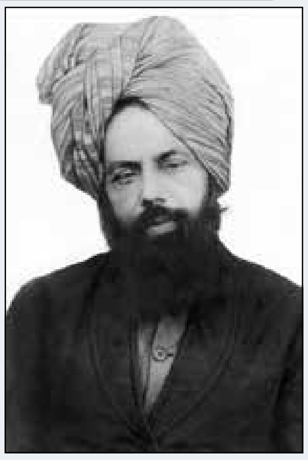

اَلَیۡسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبۡدَہٗ

’’جب مجھے یہ خبر دی گئی کہ میرے والد صاحب آفتاب غروب ہونے کے بعد فوت ہوجائیں گے تو بموجب مقتضائے بشریت کہ مجھے اس خبر کے سننے سے درد پہنچا اور چونکہ ہماری معاش کے اکثر وجوہ انہیں کی زندگی سے وابستہ تھے ...... اس لئے یہ خیال گزرا کہ ان کی وفات کے بعد کیا ہوگا۔ اور دل میں خوف پیدا ہوا کہ شاید تنگی اور تکلیف کے دن ہم پر آئیں گے اور یہ سارا خیال بجلی کی چمک کی طرح ایک سیکنڈ سے بھی کم عرصہ میں دل میں گزر گیا تب اسی وقت غنودگی ہوکر یہ دوسرا الہام ہوا ’’اَلَیۡسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبۡدَہٗ‘‘ یعنی کیا خدا اپنے بندہ کے لئے کافی نہیں ہے۔ اس الہام الٰہی کے ساتھ دل ایسا قوی ہوگیا کہ جیسے ایک سخت دردناک زخم کسی مرہم سے ایک دم میں اچھا ہو جاتا ہے ...... مَیں نے اسی وقت سمجھ لیا کہ خدا مجھے ضائع نہیں کرے گا۔ تب مَیں نے ایک ہندو کھتری ملاوامل نام کو جو ساکن قادیان ہے اور ابھی تک زندہ ہے وہ الہام لکھ کر دیا اور سارا قصہ اس کو سنایا اور اس کو امرتسر بھیجا کہ تا حکیم مولوی محمد شریف کلانوری کی معرفت اس کو کسی نگینہ میں کھدوا کر اور مُہر بنوا کر لے آوے اور مَیں نے اس ہندو کو اس کام کے لئے اس غرض سے اختیار کیا کہ تا وہ اس عظیم الشان پیشگوئی کا گواہ ہو جائے اور تا مولوی محمد شریف بھی گواہ ہو جاوے۔ چنانچہ مولوی صاحب موصوف کے ذریعہ سے وہ انگشتری بصرف... مبلغ پانچ روپیہ تیار ہو کر میرے پاس پہنچ گئی جو اب تک میرے پاس موجود ہے جس کا نشان یہ ہے اُس زمانہ میں الہام ہوا تھا جبکہ ہماری معاش اور آرام کا تمام مدار ہمارے والد صاحب کی محض ایک مختصر آمدنی پر منحصر تھا۔ اور بیرونی لوگوں میں سے ایک شخص بھی مجھے نہیں جانتا تھا۔ اور مَیں ایک گمنام انسان تھا جو قادیان جیسے ویران گاؤں میں زاویہ گمنامی میں پڑا ہوا تھا اور پھر بعد اس کے خدا نے اپنی پیشگوئی کے موافق ایک دنیا کو میری طرف رجوع دے دیا اور ایسی متواتر فتوحات سے مالی مدد کی کہ جس کا شکریہ بیان کرنے کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں۔ مجھے اپنی حالت پر خیال کر کے اس قدر بھی امید نہ تھی کہ دس روپیہ ماہوار بھی آئیں گے مگر خدا تعالیٰ جو غریبوں کو خاک میں سے اٹھاتا اور متکبروں کو خاک میں ملاتا ہے اسی نے ایسی میری دستگیری کی کہ مَیں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ اب تک تین لاکھ کے قریب روپیہ آچکا ہے اور شاید اس سے زیادہ ہو.... اور اس آمدنی کو اس سے خیال کر لینا چاہئے کہ سالہا سال سے صرف لنگر خانہ کا ڈیڑھ ہزار روپیہ ماہوار تک خرچ ہو جاتا ہے۔‘‘ .. ’’صرف لنگر خانہ کا ڈیڑھ ہزار روپیہ ماہوار تک خرچ ہو جاتا ہے۔ یعنی اوسط کے حساب سے اور دوسری شاخیں مصارف کی یعنی مدرسہ وغیرہ اور کتابوں کی چھپوائی اس سے الگ ہے۔ پس دیکھنا چاہئے کہ یہ پیشگوئی یعنی ’’اَلَیۡسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبۡدَہٗ‘‘ کس صفائی اور کس قوت اور شان سے پوری ہوئی۔ کیا یہ کسی مفتری کا کام ہے یا شیطانی وساوس ہیں۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ یہ اس خدا کا کام ہے جس کے ہاتھ میں عزت اور ذلت اور ادبار اور اقبال ہے۔‘‘ (حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۱۹ تا ۲۲۱)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے مولا کے حضور عرض کرتے ہیں کہ:

’’اے میرے رب! مَیں نے تجھے اختیار کیا ہے پس تُو بھی مجھے اختیار کر اور میرے دل کی طرف نظر کر اور میرے قریب آجا کہ تُو بھیدوں کا جاننے والا ہے اور ہر اُس چیز سے خوب باخبر ہے جو غیروں سے چھپائی جاتی ہے۔ اے میرے رب! اگر تُو جانتا ہے کہ میرے دشمن سچے اور مخلص ہیں تو مجھے اس طرح ہلاک کر ڈال جیسے سخت جھوٹے ہلاک کئے جاتے ہیں۔ اور اگر تُو جانتا ہے کہ مَیں تجھ سے ہوں اور تیری طرف سے بھیجا گیا ہوں تو تُو میری مدد کر، تُو میری مدد کے لئے کھڑا ہو کہ مَیں تیری مدد کا محتاج ہوں‘‘۔ (اعجاز المسیح، روحانی خزائن جلد ۱۸۔ صفحہ ۲۰۳۔۲۰۴)

ارشاد باری تعالیٰ

اِنَّ رَبَّکَ یَبۡسُطُ الرِّزۡقَ لِمَنۡ یَّشَآءُ وَ یَقۡدِرُ ؕ اِنَّہٗ کَانَ بِعِبَادِہٖ خَبِیۡرًۢا بَصِیۡرًا

(سورۃ الاسراء: 31)

ترجمہ: تیرا ربّ یقیناً جس کے لئے چاہتا ہے رزق کو وسعت بھی دیتا ہے اور تنگ بھی کرتا ہے۔ یقیناً وہ اپنے بندوں سے بہت باخبر ہے (اور) گہری نظر رکھنے والا ہے۔

فرمان خلیفہ وقت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

لیکن افسوس ہے کہ آج مسلمان بہت سے احکامات کی طرح اس حکم کو بھی بھلا بیٹھے ہیں اور یہی سمجھتے ہیں کہ جو کچھ وہ کہہ رہے ہیں یا کر رہے ہیں اس سے اللہ تعالیٰ باخبر نہیں۔ ایسے لوگوں کے نزدیک صرف ان کی مرضی کی تفسیر اور ان کی مرضی کے احکامات ہی احکامات کا درجہ رکھتے ہیں۔ حضور رحمہ اللہ کی وفات پر پاکستان میں بعض اخبارات نے جس گندہ دہنی اور ضلالت کی مثال قائم کی ہے اس پر سوائے اِنَّا لِلّٰہِ پڑھنے کے اور کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ بہرحال پیشگوئیوں کے مطابق یہ ہونا تھا اور ہمارے ایمانوں کو مزید تقویت ملتی ہے کہ خبیر خدا نے ان حالات کے بارے میں پہلے ہی آنحضرت ﷺ کو اس کی خبر دے دی تھی۔ اور آج ہم اپنی آنکھوں کے سامنے انہیں پورا ہوتے دیکھتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے اس زمانہ میں مسلمانوں کے تغیر کے بارہ میں جو پیش خبریاں فرمائی تھیں اس میں سے ایک کا مختصر ذکر حضرت مصلح موعودؓ کے الفاظ میں یہاں بیان کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں کہ ایک تغیر مسلمانوں میں آپ ﷺ نے یہ بیان فرمایا کہ لوگ زکوٰۃ کو تاوان سمجھیں گے۔ یہ بھی حضرت علیؓ سے البزار نے نقل کیا ہے۔ چنانچہ اس وقت جب کہ مسلمانوں پر چاروں

بقیہ صفحہ 5 پر

اس شمارہ میں

- آدمی کا سکوں خود کی جستجو ٹھہرا (منظوم)
- حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعوی سے پہلی پاکیزہ زندگی کی چند جھلکیاں
- خَیۡرُ الۡجَلِیۡسِ فِی الزَّمَانِ کِتَاب (قسط سوم۔ آخری)
- یادگار سفر

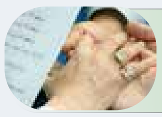

دربارِ خلافت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَمَنۡۢ بَدَّلَہٗ بَعۡدَ مَا سَمِعَہٗ فَاِنَّمَاۤ اِثۡمُہٗ عَلَی الَّذِیۡنَ یُبَدِّلُوۡنَہٗ ؕ اِنَّ اللّٰہَ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ (سورۃ البقرہ: ۱۸۲)

پس جو اُسے اُس کے سُن لینے کے بعد تبدیل کرے تو اس کا گناہ ان ہی پر ہوگا جو اسے تبدیل کرتے ہیں۔ یقیناً اللہ بہت سننے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔

اس آیت میں وصیت کا مضمون بیان کیا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

’’اگر کوئی شخص وصیت کرے اور بعد میں کوئی دوسرا شخص اس میں تغیر و تبدل کر دے تو اس صورت میں تمام تر گناہ اس شخص کی گردن پر ہے جس نے وصیت میں ترمیم و تنسیخ کی۔ یہ تغیر دو صورتوں میں ہوسکتا ہے۔ ایک تو یہ کہ لکھانے والا تو کچھ اور لکھائے مگر لکھنے والا شرارت سے کچھ اور لکھ دے۔یعنی لکھوانے والے کی موجودگی میں ہی اُس کے سامنے تغیر و تبدل کر دے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ وصیت کرنے والے کی وفات کے بعد اُس میں تغیر و تبدل کر دے۔یعنی وصیت میں جو کچھ کہا گیا ہو اس کے مطابق عمل نہ کرے بلکہ اُس کے خلاف چلے۔ اِن دونوں صورتوں میں اس گناہ کا وبال صرف اُسی پر ہوگا جو اُسے بدل دے۔ (اِثۡمُہٗ میں سبب مُسبّب کی جگہ استعمال کیا گیا ہے اور مراد گناہ نہیں بلکہ گناہ کا وبال ہے)۔ یہ الفاظ بتاتے ہیں کہ اس میں کسی قرآنی حکم کی طرف اشارہ ہے اور وہ حکم وراثت کا ہی ہے۔ ورنہ اس کا کیا مطلب کہ بدلنے کا گناہ بدلنے والوں پر ہوگا، وصیت کرنے والے پر نہیں ہوگا۔ کیونکہ اگر اس وصیت کی تفصیلات شرعی نہیں تو بدلنے والے کو گناہ کیوں ہو۔ اُس کے گناہ گار ہونے کا سوال تبھی ہوسکتا ہے جبکہ کسی شرعی حکم کی خلاف ورزی ہو رہی ہو، اور وہ اسی طرح ہوسکتی ہے کہ مرنے والا تو یہ وصیت کر جائے کہ میری جائیداد احکام اسلام کے مطابق تقسیم کی جائے لیکن وارث اس کی وصیت پر عمل نہ کریں۔ ایسی صورت میں وصیت کرنے والا تو گناہ سے بچ جائے گا لیکن وصیت تبدیل کرنے والے وارث گناہ گار قرار پائیں گے۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد دوم۔صفحہ ۳۶۸)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ اس ضمن میں فرماتے ہیں:

’’اِنَّ اللّٰہَ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ: فرماتا ہے کہ ہم علیم خدا ہیں۔ سمجھ بوجھ کر حصص مقرر کئے ہیں اور وصیتوں کے بدلانے کو بھی سنتے ہیں۔ چنانچہ فرماتا ہے وَمَنۡ یَّعۡصِ اللّٰہَ وَرَسُوۡلَہٗ وَیَتَعَدَّ حُدُوۡدَہٗ یُدۡخِلۡہُ نَارًا خَالِدًا فِیۡہَا (النساء: ۱۵)۔ فَمَنۡۢ بَدَّلَہٗ: اب سن لو کہ کیا کچھ تبدیل کیا گیا ہے۔سب سے اوّل تو یہ کہ لڑکیوں کو ورثہ نہیں دیا جاتا۔ خدا تعالیٰ نے عورت کو بھی حرث فرمایا ہے اور زمین کو بھی۔ ایسا ہی زمین کو بھی ارض فرماتا ہے اور عورتوں کو بھی۔ فَاِنَّمَاۤ اِثۡمُہٗ: چنانچہ اس کا نتیجہ دیکھ لو کہ جب سے ان لوگوں نے لڑکیوں کا ورثہ دینا چھوڑا ہے، ان کی زمینیں ہندوؤں کی ہوگئی ہیں۔ جو ایک وقت سو گھماؤں زمین کے مالک تھے اب دو بیگھ کے بھی نہیں رہے۔ یہ اس لئے کہ صریحاً النساء آیت ۱۵ میں فرمایا ولہ عذابٌ مہینٌ اس سے زیادہ اور کیا ذلت ہوگی۔عورتوں پر جو ظلم ہو رہا ہے، وہ بہت بڑھ گیا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے: وَلَا تُمۡسِکُوۡہُنَّ ضِرَارًا (البقرۃ: ۲۳۲)۔ دوسرا وَعَاشِرُوۡہُنَّ بِالۡمَعۡرُوۡفِ (النساء: ۲۰)۔ تیسرا وَلَا تُضَآرُّوۡہُنَّ (الطلاق: ۷) چوتھا فَاِنۡ کَرِہۡتُمُوۡہُنَّ (النساء: ۲۰)۔پنجم وَلَہُنَّ مِثۡلُ الَّذِیۡ عَلَیۡہِنَّ (البقرۃ: ۲۲۹)۔ باوجود اس کے وراثت (یعنی ورثہ نہ دینے کا) کا ظلم بہت بڑھ رہا ہے۔ پھر دوسرا یہ کہ بعض ظالم عورت کو نہ رکھتے ہیں نہ طلاق دیتے ہیں۔‘‘

(حقائق الفرقان جلد ۱ صفحہ ۳۰۰)

اس آیت کی تفسیر میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’جو شخص سننے کے بعد وصیت کو بدل ڈالے تو یہ گناہ اُن لوگوں پر ہے جو جرم تبدیل وصیت کے عمداً مرتکب ہوں۔ تحقیق اللہ سنتا اور جانتا ہے یعنی ایسے مشورے اُس پر مخفی نہیں رہ سکتے اور یہ نہیں کہ اُس کا علم ان باتوں کے جاننے سے قاصر ہے۔‘‘

(چشمہ معرفت۔ روحانی خزائن جلد ۲۳ ص ۲۱۰)

جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوگ عورتوں کے حقوق ادا نہیں کرتے، وارثت کے حقوق۔ اور ان کا شرعی حصہ نہیں دیتے اب بھی یہ بات سامنے آتی ہے برصغیر میں اور جگہوں پر بھی ہوگی کہ عورتوں کو ان کا شرعی حصہ نہیں دیا جاتا۔ وراثت میں ان کو جو ان کا حق بنتا ہے نہیں ملتا۔ اور یہ بات نظام کے سامنے تب آتی ہے جب بعض عورتیں وصیت کرتی ہیں تو لکھ دیتی ہیں مجھے وراثت میں اتنی جائیداد تو ملی تھی لیکن مَیں نے اپنے بھائی کو یا بھائیوں کو دے دی اور اس وقت میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ اب اگر آپ گہرائی میں جا کر دیکھیں، جب بھی جائزہ لیا گیا تو پتہ یہی لگتا ہے کہ بھائی نے یا بھائیوں نے حصہ نہیں دیا اور اپنی عزت کی خاطر یہ بیان دے دیا کہ ہم نے دے دی ہے۔ یا کبھی ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ بھائی یا دوسرے ورثاء بالکل معمولی سی رقم اس کے بدلہ میں دے دیتے ہیں حالانکہ اصل جائیداد کی قیمت بہت زیادہ ہوتی ہے۔ تو ایک تو یہ ہے کہ وصیت کرنے والے، نظام وصیت میں شامل ہونے والے، ان سے بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تقویٰ کے اعلیٰ معیار کی امید رکھی ہے اس لئے ان کو ہمیشہ قول سدید سے کام لینا چاہئے اور حقیقت بیان کرنی چاہئے کیونکہ جو نظام وصیت میں شامل ہیں تقویٰ کے اعلیٰ معیار اور شریعت کے احکام کو قائم کرنے کی ذمہ داری ان پر دوسروں کی نسبت بہت زیادہ ہے۔ اس لئے جو بھی حقیقت ہے، قطع نظر اس کے کہ آپ کے بھائی پر کوئی حرف آتا ہے یا ناراضگی ہو یا نہ ہو، حقیقت حال جو ہے وہ بہرحال واضح کرنی چاہئے۔ تا کہ ایک تو یہ کہ کسی کا حق مارا گیا ہے تو نظام حرکت میں آئے اور ان کو حق دلوایا جائے۔ دوسرے ایک چیز جو اللہ تعالیٰ نے ان کو دی ہے شریعت کی رو سے اس سے وہ اپنے آپ کو کیوں محروم کر رہی ہیں۔ اور صرف یہی نہیں کہ اپنے آپ کو محروم کر رہی ہیں بلکہ وصیت کے نظام میں شامل ہو کے جو ان کا ایک حصہ ہے اس سے خدا تعالیٰ کے لئے جو دینا چاہتی ہیں اس سے بھی غلط بیانی سے کام لے کے وہاں بھی صحیح طرح ادائیگی نہیں کر رہیں۔ تو اس لئے یہ بہت احتیاط سے چلنے والی بات ہے۔ وصیت کرتے وقت سوچ سمجھ کر یہ ساری باتیں واضح طور پر لکھ کے دینی چاہئیں۔

(خطبہ جمعہ 13/ جون 2003ء)

آدمی کا سکوں خود کی جستجو ٹھہرا

کبھی تو وصل کبھی ہجر رو برو ٹھہرا
پر عشق دونوں زمانوں میں سرخرو ٹھہرا

محبتوں کا شجر ایسا باثمر نکلا
بہار میں بھی خزاں میں بھی خوبرو ٹھہرا

نہ آب گینوں میں پایا نہ ناز نینوں میں
بس آدمی کا سکوں خود کی جستجو ٹھہرا

رہین لفظ نہیں ہے وہ شاعرِ کم گو
کہ جس کا مشغلہ جذبوں سے گفتگو ٹھہرا

ظفر نے جب بھی پڑھا اپنے دل کے نقشے کو
وہ ذرّہ ذرّہ عالم سا ہو بہو ٹھہرا

(مربی مقبول احمد ظفر مرحوم)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلاۃ والسلام کی دعوی سے پہلی پاکیزہ زندگی کی چند جھلکیاں

(عبدالقدیر قمر مربی سلسلہ)

دوستو، عزیزو، دانشورو، ادیبو اور مفکرو۔ جب ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوی نبوت کیا تو وہ سب لوگ جو پہلے آپ کو صادق وامین کہتے تھے آپ کو مختلف ناموں سے پکارنے لگے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب سے فرمایا کہ انہیں کہہ دے۔

فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِنْ قَبْلِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ (یونس 17)

میں نے تمہارے اندر عمر کا ایک حصہ گذارا ہے۔ کیا پھر بھی تم عقل نہیں کرتے۔

مولانا محمود الحسن صاحب کے ترجمۃ القرآن کے حاشیہ میں لکھا ہے۔

آخر میری عمر کے چالیس سال تمہاری آنکھوں کے سامنے گذرے۔ اس قدر طویل مدت میں تم کو میرے حالات کے متعلق ہر قسم کا تجربہ ہو چکا۔ میرا صدق وعفاف، امانت ودیانت وغیرہ اخلاق حسنہ تم میں ضرب المثل ہے تم کو سوچنا چاہئے کہ جس پاک سرشت انسان نے چالیس برس تک کسی انسان پر جھوٹ نہ لگایا ہو کیا وہ ایک دم ایسی جسارت کر سکتا ہے کہ معاذ اللہ خداوند قدوس پر جھوٹ باندھنے اور افتراء کرنے لگے۔

فروری ۱۸۳۵ کا دن وہ تاریخی اور یادگار دن ہے جس دن سورہ جمعہ میں واقعہ پیش گوئی ۔۔۔ وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ ۔۔۔ جس کی شرح سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ پر اپنا ہاتھ رکھ کر یوں فرمائی کہ جب ایمان ثریا ستارے پر پہنچ جائے گا تو اس کی نسل میں سے ایک یا ایک سے زائد افراد اسے واپس لائیں گے۔ اسی فرد کو بزرگان امت نے ۔۔۔ نسخۃ منسخۃ منہ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کامل عکس قرار دیا ہے۔ [الخیر الکثیر ص ۴۲] نیز ان باطنہ باطن محمد کہ اس کا باطن محمد کا باطن ہے [فصوص الحکم ص ۵۱،۵۳] کے مطابق وہ عظیم الشان انسان پیدا ہوا۔ جس کے ہاتھوں میں انقلاب کے تار الجھے ہوئے تھے اور جس کے ذریعے لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ کے مطابق تمام دوسرے ادیان پر غلبہ اسلام مقدر تھا۔ میری مراد سیدنا و امامنا ومرشدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلاۃ والسلام کے وجود باجود سے ہے۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھوں پروان چڑھایا، خود تربیت کی اور محض اپنے فضل وکرم سے صراط مستقیم پر گامزن کیا۔

پاکیزہ بچپن

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بچپن کے حالات کا جب ہم مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا بچپن انتہائی مقدس، معصوم، پاکیزہ، اور مطہر تھا۔ ایام طفولیت سے ہی آپ کی طبیعت دینی امور کی طرف راغب تھی۔ بچپن میں ہی ساتھیوں سے کہا کرتے کہ دعا کریں خدا نماز نصیب کرے۔ آپ کے ایک استاد مولوی گل علی شاہ صاحب سکنہ بٹالہ آپ کے بچپن کے بارہ میں بتاتے ہیں

مرزا صاحب مطالعہ میں ہی مصروف رہتے اور بچوں کے ساتھ کھلنے کودنے کا آپ کو کوئی شوق نہ تھا۔ ان ایام میں عام طور پر کشتی، کبڈی اور مگدر اور موگری اٹھانے کے کھیل مروج تھے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ بٹیر بازی، مرغ بازی بھی کثرت سے تھی مگر مرزا صاحب بالطبع ان کھیلوں سے متنفر۔ اور کوئی شخص بیان نہیں کرتا کہ اس نے کبھی ان لڑکوں میں کھیلتے ہوئے یا کسی کے ساتھ لڑتے جھگڑتے کبھی دیکھا ہو۔ مرزا صاحب کی مرغوب خاطر اگر کوئی چیز تھی تو وہ مسجد اور قرآن شریف۔ (حیات احمد جلد 1 از حضرت یعقوب علی عرفانی)

مکرم منشی عبدالواحد صاحب جو بٹالہ میں تحصیلدار تھے قادیان دارالایمان میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے والد محترم حضرت مرزا غلام مرتضی صاحب سے ملنے جایا کرتے تھے اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عمر مبارک چودہ۔ پندرہ سال تھی۔ وہ بیان کرتے ہیں۔ حضرت صاحب اس عمر میں سارا دن قرآن شریف پڑھتے تھے اور حاشیہ پر نوٹ لکھتے رہتے تھے اور مرزا غلام مرتضی صاحب فرماتے کہ یہ کسی سے غرض نہیں رکھتا۔ سارا دن مسجد میں رہتا ہے اور قرآن شریف پڑھتا رہتا ہے۔

مکرم منشی عبدالواحد صاحب قادیان بہت دفعہ جاتے اور ان کا بیان تھا کہ حضرت صاحب کو ہمیشہ قرآن شریف پڑھتے دیکھا ہے۔

(اصحاب احمد۔جلد4ص133)

حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

قادیان سے دو کوس دور واقع گاؤں کے ایک ضعیف العمر نمبردار ہندو جاٹ اور میاں جان محمد اور گلاب نجار یہ اور دوسرے بہت سے لوگوں کا متفقہ بیان ہے کہ

مرزا غلام احمد اپنے بچپن کے زمانہ سے اب تک جو چالیس سال سے زیادہ ہوں گے نیک بخت اور صالح تھے اکثر گوشہ نشین رہتے تھے۔ سوائے یاد الٰہی اور کتب بینی کے آپ کو کسی سے کوئی کام نہ تھا۔۔۔ اپنے والدین کے دنیاوی معاملات وامور میں فرمانبردار اور ان کے ادب اور احترام میں فروگذاشت نہیں کرتے تھے۔ بچپن میں جو کبھی بچوں میں کھیلتے تو کوئی شرارت یا جھوٹ یا فریب نہ کرتے نہ مار پیٹ اور شور کرتے۔ ہاں کئی بار ایسا ہوا کہ کسی لڑکے کی بھوک محسوس کرتے تو والدہ سے روٹی لا کر دے دیتے۔۔۔ جب سے اس نے ہوش سنبھالا ہے بڑا ہی نیک رہا۔ دنیا کے کسی کام میں نہیں لگا بچوں کی طرح کھیل کود میں مشغول نہیں ہوا۔ شرارت، فساد، جھوٹ، گالی اس میں نہیں۔۔۔۔ نمبردار صاحب مزید کہتے ہیں کہ

میں نے بچپن سے مرزا غلام احمد (علیہ السلام) کو دیکھا ہے میں اور وہ ہم عمر ہیں اور قادیان میرا آنا جانا ہمیشہ رہتا ہے اور اب بھی دیکھتا ہوں جیسی عمدہ عادات اب ہیں ایسی نیک خصلتیں اور عادات پہلے تھیں۔ اب بھی وہی ہیں۔ سچا، امانتدار اور نیک۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ پرمیشور مرزا صاحب کی شکل اختیار کر کے زمین پر اتر آیا ہے۔ اور پرمیشر اپنے جلوے آپ دکھا رہا ہے اگر ایسے ہی لوگوں میں پرمیشور اوتار نہ لے تو پھر کس میں اپنا روپ دھار کر اپنے آپ کو ظاہر کرے۔

(تذکرۃ المہدی ص۔ 298 تا 303)

ملک غلام محمد صاحب نے بیان کیا کہ میں نے سید محمد علی شاہ صاحب (جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہم جولی اور بچپن کے ساتھی تھے) سے اس معیار کے پیش نظر کہ انبیاء علیہ السلام کی پہلی زندگی ہر قسم کے عیبوں سے پاک اور معصومانہ ہوتی ہے۔ عام طور پر حضورؑ کی نسبت دریافت کرتا تھا۔ ان کی زبانی جو باتیں مجھے معلوم ہیں وہ حسب ذیل ہیں۔ سید محمد علی کہا کرتے تھے کہ مرزا صاحب بچپن سے پاک صاف اور نیک ہیں۔ ان کی زندگی کی نسبت کوئی کسی قسم کا شبہ نہیں کر سکتا اور ان کے والد صاحب ان کو اکثر مسیتڑ کہا کرتے تھے۔

(سیرۃ المہدی ج ۱۔ ص۔165)

اسی طرح ملک غلام محمد صاحب ہی بیان کرتے ہیں کہ ایک بابا جو سید محمد علی صاحب کا نائی تھا اور بوڑھا آدمی تھا اس سے بھی میں حضرت صاحب کی نسبت دریافت کیا کرتا تھا۔ اس نے ہمیشہ یہی ظاہر کیا کہ آپ بچپن سے نیک اور شریف تھے۔ (سیرۃ المہدی جز۔ ا۔ ص۔ 169)

پاکیزہ اور مطہر جوانی کی چند جھلکیاں

ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا، رسول اللہ ﷺ کے اعلیٰ وافضل اور پاکیزہ صفات حسنہ کو بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں کہ إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ، وَتَحْمِلُ الكَلَّ، وَتَكْسِبُ المَعْدُومَ، وَتَقْرِي الضَّيْفَ، وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الحَقِّ (بخاری۔ باب بدء الوحی)

یعنی آپ رشتہ داروں کے ساتھ نیک سلوک کرتے ہیں اور بیکس اور بے مددگار لوگوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں اور وہ اخلاق جو ملک سے مٹ چکے تھے وہ آپ کی ذات کے ذریعہ سے دوبارہ قائم ہو رہے ہیں۔ آپ مہمان نواز ہیں اور سچی مصیبتوں پر لوگوں کی مدد کرتے ہیں، گویا یہ وہ اعلیٰ درجہ کی خوبیاں تھیں جو ہمارے آقا ومولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں دعوی نبوت سے پہلے پائی جاتی تھیں۔ سیدنا حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے جو واقعات میں بیان کرنے لگا ہوں ان واقعات آپ کو ہو بہو وہی تصویر نظر آئے گی۔ کیونکہ ظل اپنے اصل سے کبھی جدا نہیں ہوتا۔

شاگرد نے جو پایا استاد کی دولت ہے

احمد کو محمد سے تم کیسے جدا سمجھے

لوگوں کو بچانے کی فکر

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک مکان کی دوسری منزل پر چوبارہ میں ٹھہرے ہوئے تھے اسی کمرے میں سات، آٹھ اور آدمی بھی ٹھہرے ہوئے تھے۔ جب رات کا ایک حصہ گذر گیا تو حضورؑ کو کچھ ٹک ٹک کی آواز آئی اور آپ کے دل میں خدشہ پیدا ہوا کہ اس کمرے کی چھت گرنے والی ہے آپ نے اپنے ایک ساتھی مسیتا بیگ کو آواز دی کہ مجھے خدشہ ہے کہ چھت گرنے والی ہے اس نے کہا۔میاں یہ تمہارا وہم ہے نیا مکان بنا ہوا ہے اور بلکل نئ چھت ہے۔آرام سے سو جاو۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے تھے۔ میں پھر لیٹ گیا لیکن تھوڑی دیر بعد پھر وہی ڈر میرے دل پر غالب ہوا۔ میں نے پھر اپنے ساتھی کو جگایا مگر اس نے پھر اسی قسم کا جواب دیا۔ پھر ناچار لیٹ گیا ۔مگر پھر میرے دل پر شدت کے ساتھ یہ خیال غالب ہوا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا شہتیر ٹوٹنے والا ہے۔ میں پھر گھبرا کر اٹھا اور اس دفعہ سختی کے ساتھ اپنے ساتھی کو کہا کہ میں جو کہتا ہوں کہ چھت گرنے والی ہے اٹھو۔تو تم اٹھتے کیوں نہیں۔اس پر ناچار وہ اٹھا اور باقی لوگوں کو بھی ہم نے جگا دیا۔ پھر میں نے سب کو کہا کہ جلدی باہر نکل کر نیچے اتر چلو۔ دروازے کے ساتھ ہی سیڑھی تھی میں دروازے کھڑا ہو گیا۔ وہ سب ایک ایک کر کے نکل کر اترتے گئے۔ جب سب نکل گئے تو حضرت صاحب فرماتے تھے کہ پھر میں نے قدم اٹھایا۔ابھی میرا قدم شاید آدھا باہر اور آدھا دہلیز پر تھا کہ یک لخت چھت گری اور اس زور سے گری کہ نیچے کی چھت بھی ساتھ ہی گر گئی۔۔۔ ہم نے دیکھا کہ جن چار پائیوں پر ہم لیٹے ہوئے تھے وہ ریزہ ریزہ ہو گئیں۔

(سیرۃ المہدی ۔ جز۔1 ص۔6،7)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام جن دنوں سیالکوٹ میں ملازم تھے تو جب آپ کو تنخواہ ملتی تو محض کھانے کا خرچ رکھ کر باقی سب محلہ کی بیوگان اور محتاجوں میں تقسیم کر دیتے ۔ کپڑے بنوا دیتے یا نقد دے دیتے تھے۔(سیرۃ المہدی ج۔1 ص۔595)

محبت الٰہی

جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے کہ بچپن سے ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام اللہ سے لو لگائے ہوئے تھے اور مسجد اور تلاوت قرآن مجید کے علاوہ آپ کا کوئی اور شغل نہ تھا جب آپ نے جوانی کی دہلیز پر قدم رکھا تو جس طرح والدین کو فکر ہوتا ہے کہ اب بچہ جوان ہو گیا ہے اسے کوئی کام کاج۔کوئی نوکری وغیرہ کرنی چاہیے آپ کے والد صاحب کو بھی فکر ہوئی ۔حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد فرماتے ہیں۔ایسے وقت میں حضرت مسیح موعود کے والد صاحب نے علاقہ کے ایک سکھ زمیندار کے ذریعہ جو ہمارے دادا صاحب سے ملنے آیا تھا حضرت مسیح موعود کو کہلا بھیجا کہ اس ساتھ میرے خاص تعلقات ہیں اس لیئے اگر تمہیں نوکری کی خواہش ہو تو میں اس افسر کو کہہ کر تمہیں اچھی ملازمت دلا سکتا ہوں۔ یہ سکھ زمیندار حضرت مسیح موعود کی خدمت میں حاضر ہوا اور ہمارے دادا صاحب کا پیغام پہنچا کر تحریک کی کہ یہ ایک بہت عمدہ موقعہ ہے اسے ہاتھ سے جانے نہیں دینا چاہیے۔حضرت مسیح موعود نے اس کے جواب میں بلا توقف فرمایا۔حضرت والد صاحب سے عرض کر دو کہ میں ان کی محبت اور شفقت کا ممنون ہوں مگر، میری نوکری کی فکر نہ کریں میں نے جہاں نوکر ہونا تھا ہو چکا ہوں۔(سیرت طیبہ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے)

اس سلسلہ میں حضرت سید سرور شاہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ جب ابتداء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت منشی احمد جان مرحوم سے ملے تو چونکہ حضرت منشی صاحب علم توجہ کے بڑے ماہر سمجھے جاتے تھے اور اس علم کے ذریعہ مریضوں کا علاج بھی کیا کرتے تھے۔حضرت مسیح موعود نے ان سے دریافت کیا کہ آپ علم توجہ کے ماہر ہیں اس علم میں آپ کا سب سے بڑا کمال کیا ہے ؟ منشی صاحب مرحوم بڑے منکسر المزاج صوفی فطرت کے نیک بزرگ تھے انہوں نے ادب کے ساتھ عرض کیا کہ حضرت میں یہ کرسکتا ہوں کہ اگر میں کسی شخص پر توجہ ڈالوں تو وہ تڑپ کر زمین پر گر جاتا ہے۔حضرت مسیح موعود نے فرمایا۔

منشی صاحب۔اس سے اس کی روحانیت کو کیا فائدہ پہنچا؟ اور اس کے نفس کی پاکیزگی اور خدا کے تعلق میں کیا ترقی ہوئی؟

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد فرماتے ہیں کہ حضرت منشی صاحب بڑی نکتہ رس طبیعت کے بزرگ تھے۔ بے ساختہ عرض کیا۔حضرت۔ میں سمجھ گیا ہوں۔ یہ ایک ایسا علم ہے جسے حقیقی روحانیت سے کوئی تعلق نہیں۔

یہ حضرت منشی صاحب وہی بزرگ ہیں جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اعلی روحانی مقام کو شناخت کر کے اور دنیا کی موجودہ ابتر حالت کو دیکھتے ہوئے حضور کے دعوی اور سلسلہ بیعت سے بھی پہلے حضور کو مخاطب کر کے یہ شعر کہا تھا۔

ہم غریبوں کی ہے تمہیں پہ نظر
تم مسیحا بنو خدا کے لئے

(سیرت طیبہ از صاحبزادہ مرزا بشیر احمد ایم۔اے ص 136)

تلاوت قرآن کریم۔ولی آدمی

جن دنوں حضرت میر ناصر نواب صاحب دوران ملازمت ہنووال میں مقیم تھے کہ آپ کی اہلیہ (حضرت نانی اماں صاحبہ) بیمار ہو گئیں تو وہ انہیں لے کر حضرت مرزا غلام مرتضی صاحب کے پاس قادیان دارالامان لے کر آئے۔۔۔حضرت نانی اماں نے بیان کیا کہ جس وقت میں گھر میں آئی تھی میں نے حضرت صاحب (حضرت مرزا غلام احمد) کو پیٹھ کی طرف سے دیکھا تھا کہ ایک کمرے میں الگ بیٹھے ہوئے رحل پر قرآن شریف رکھ کر پڑھ رہے تھے۔ میں نے گھر والیوں سے پوچھا یہ کون ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ یہ مرزا صاحب کا چھوٹا لڑکا ہے اور بالکل ولی آدمی ہے۔قرآن ہی پڑھتا رہتا ہے۔

(سیرۃ المہدی۔ج۔1 ۔ص۔ 219)

سیالکوٹ ملازمت کے دوران سیدنا حضور علیہ السلام کچہری سے واپس آتے ہی دروازہ بند کر لیتے اور اندر صحن میں جا کر قرآن پڑھتے رہتے ۔ مائی حیات بی بی بیان کرتی ہیں کہ میرے والد صاحب بتلایا کرتے تھے کہ مرزا صاحب قرآن مجید پڑھتے پڑھتے بعض دفعہ سجدہ میں گر جاتے ہیں اور لمبے لمبے سجدے کرتے ہیں۔ اور یہاں تک روتے ہیں کہ زمین تر ہو جاتی ہے۔

(سیرۃ المہدی۔ج۔1 ص۔594،595)

حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ کپور تھلوی بیان کرتے ہیں کہ منشی عبدالواحد صاحب بٹالہ میں تحصیلدار تھے۔ وہ بٹالہ سے قادیان حضرت مرزا غلام مرتضی صاحب سے ملنے جایا کرتے تھے ۔ جب کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عمر 14،15 سال کی ہو گی۔۔۔عبدالواحد صاحب نے ذکر کیا کہ حضرت صاحب اس عمر میں سارا دن قرآن شریف پڑہتے تھے اور حاشیہ پر نوٹ لکھتے رہتے تھے۔اور مرزا غلام مرتضی صاحب فرماتے کہ یہ کسی سے غرض نہیں رکھتا۔سارا دن مسجد میں رہتا ہے۔اور قرآن شریف پڑہتا رہتا ہے۔منشی عبد الواحد صاحب قادیان بہت دفعہ جاتے اور ان کا بیان تھا کہ حضرت صاحب کو ہمیشہ قرآن شریف پڑہتے دیکھا ہے۔(اصحاب احمد۔ج۔4 ص 133)

امین و دیانتدار

مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔اے نے بیان کیا کہ میں نے مرزا سلطان احمد سے پوچھا کہ حضرت صاحب کے ابتدائی حالات اور عادات کے متعلق آپ کو جو علم ہو وہ بتائیں۔تو انہوں نے جواب دیا کہ والد صاحب ہروقت دین کے کام میں لگے رہتے تھے۔ گھر والے ان پر پورا اعتماد کرتے تھے۔گاوں والوں کو بھی ان پر پورا اعتبار تھا۔شریک جو ویسے مخالف تھے۔ان کی نیکی کے اتنے قائل تھے کہ جھگڑوں میں کہہ دیتے تھے کہ جو کچھ یہ کہہ دیں گے ہم کو منظور ہے۔ ہر شخص ان کو امین جانتا تھا۔

(سیرۃ المہدی۔ج۔1 ۔ص۔200)

اسلام کے لئے غیرت

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک طرف جب دیکھتے کہ مسلمان اسلامی تعلیم سے کس قدر دور ہو چکے ہیں۔ اور دوسری طرف غیروں،خاص طور پر عیسائی پادریوں ،اور آریہ مناددوں کو قرآن اور اسلام پر حملہ آور دیکھتے تو آپکا دل تڑپ اٹھتا تو آپ ان کا جواب دینے کے لئے مختلف سکیمیں سوچتے۔ان کے اعتراضات اور حملوں کا جواب دینے کے لئے آپ نے اخبارات میں مضامین لکھنے شروع کئے۔ عیسائی پادریوں اور دوسرے معترضین سے مناظرے کرنے لگے اس طرح ہر میدان میں اسلام کی فوقیت اور قرآن کے غلبہ کو مبرہن

کرنے لگے۔ جب حضور علیہ السلام اپنے زمانہ جوانی میں سیالکوٹ میں تھے۔ ان دنوں کا ذکر کرتے ہوئے مولوی سید میر حسن صاحب سیالکوٹی تحریر کرتے ہیں۔

مرزا صاحب کو اس زمانہ میں بھی مباحثہ کا بہت شوق تھا۔ چنانچہ پادری صاحبوں سے اکثر مباحثہ رہتا تھا۔ ایک دفعہ پادری الائیشہ صاحب جو دیسی عیسائی پادری تھے اور حاجی پورہ سے جانب جنوب کی کوٹھیوں میں سے ایک کوٹھی میں رہا کرتے تھے۔ مباحثہ ہوا۔ پادری صاحب نے کہا عیسائی مذہب قبول کرنے کے بغیر نجات نہیں ہوسکتی۔ مرزا صاحب نے فرمایا۔ نجات کی تعریف کیا ہے؟ اور نجات سے آپ کیا مراد رکھتے ہیں؟ مفصل بیان کیجئے۔ پادری صاحب نے کچھ مفصل تقریر نہ کی اور مباحثہ ختم کر بیٹھے اور کہا۔ میں اس قسم کی منطق نہیں پڑھا۔

پادری بٹلر صاحب ایم اے جو بڑے فاضل اور محقق تھے ان سے حضرت مرزا صاحب کا مباحثہ بہت دفعہ ہوا۔ یہ صاحب موضع گوہد پور کے قریب رہتے تھے۔ ایک دفعہ پادری صاحب فرماتے تھے کہ مسیح کو بے باپ پیدا کرنے میں یہ سر تھا کہ وہ کنواری مریم کے بطن سے پیدا ہوئے۔ اور آدم کی شرکت سے جو گنہگار تھا، بری رہے۔ مرزا صاحب نے فرمایا کہ مریم بھی تو آدم کی نسل سے ہے۔ پھر آدم کی شرکت سے بریت کیسے۔ اور علاوہ ازیں عورت ہی نے تو آدم کو ترغیب دی جس سے آدم نے درخت ممنوع کا پھل کھایا اور گنہگار ہوا۔ پس چاہیے تھا کہ مسیح عورت کی شرکت سے بھی بری رہتے۔ اس پر پادری صاحب خاموش ہوگئے۔ (سیرۃ المہدی۔ ج۔1۔ص۔141)

پیر جماعت علی شاہ صاحب سیالکوٹی کا ایک مرید محمد عظیم بیان کرتا تھا کہ میرا بھائی کہا کرتا تھا کہ ایام جوانی میں جب مرزا صاحب کبھی امرتسر آتے تھے تو میں ان کو دیکھتا تھا کہ وہ پادریوں کے خلاف بڑا جوش رکھتے تھے۔ اس زمانہ میں عیسائی پادری بازاروں وغیرہ میں عیسائیت کا وعظ کیا کرتے تھے۔ مرزا صاحب ان کو دیکھ کر جوش سے بھر جاتے تھے اور ان کا مقابلہ کرتے تھے۔

(سیرۃ المہدی۔ ج1۔ ص۔232)

آریہ سماج بھی ان دنوں اسلام پر پوری قوت سے حملہ آور تھے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کا بھی بھرپور مقابلہ کیا۔ ان سے بھی مناظرے کئے اور کتابیں لکھیں۔ چنانچہ 1884ء میں آریہ سماج ہوشیار پور کے رکن اور مدار المہام لالہ مرلی دھر ڈرائنگ ماسٹر سے آپ نے کامیاب مناظرہ کیا۔ پھر آپ نے کتاب سرمہ چشم آریہ تحریر فرمائی۔ اس کتاب میں معجزہ شق القمر، نجات دائمی ہے یا محدود، روح وماده حادث ہیں یا انادی اور مقابلہ تعلیمات وید و قرآن پر مفصل بحث کی گئی ہے۔ اس کتاب پر مولوی محمد حسین صاحب نے جو تبصرہ لکھا وہ پڑھنے کے قابل ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

یہ کتاب لاجواب مؤلف براہین احمدیہ مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان کی تصنیف ہے۔ اس میں جناب مصنف کا ایک ممبر آریہ سماج سے مباحثہ شائع ہوا ہے جو معجزہ شق القمر اور تعلیم وید پر بمقام ہوشیار پور ہوا تھا۔ اس مباحثہ میں جناب مصنف نے تاریخی واقعات اور عقلی وجوہات سے معجزہ شق القمر ثابت کیا ہے۔ اور اس کے مقابلہ میں آریہ سماج کی کتاب (وید) اور اس کی تعلیمات وعقائد (تناسخ وغیرہ) کا کافی دلائل سے ابطال کیا ہے۔ ہم بجائے تحریر ریویو اس کتاب کے بعض مطالب بہ نقل اصل عبارت ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ وہ مطالب بجکم، مشک آنست کہ خود ببوئد نہ کہ عطار بگوئد، خود شہادت دیں گے کہ وہ کتب کیسی ہے۔ اور ہمارے ریویو کی حاجت باقی نہ رہنے دیں گے۔۔۔ (مزید لکھتے ہیں) مسلمانوں کی حالت پر کمال افسوس ہے کہ ایک شخص اسلام کی حمایت میں تمام جہان کے اہل مذہب سے مقابلہ کے لئے وقف اور فدا ہو رہا۔ پھر اہل اسلام کا اس کام کی مالی معاونت میں یہ حال ہے۔

(اشاعۃ السنۃ۔ جلد۔9۔ نمبر5۔6 ص۔145 تا 158 بحوالہ روحانی خزائن۔ جلد۔2۔ ص۔7،6)

مولوی محمد حسین بٹالوی کا ہاتھ دھلانا

دعویٰ سے قبل مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کو حضرت اقدس علیہ السلام سے اس قدر عقیدت تھی کہ وہ آپ کے ہاتھ دھلانے کو اپنے لئے قابل فخر گردانتے تھے۔ چنانچہ حضرت میاں خیر الدین صاحب سیکھوانیؓ بیان کرتے ہیں کہ دعویٰ سے پہلے ایک مرتبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام، مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے مکان واقع بٹالہ پر تشریف فرما تھے۔ میں بھی خدمت اقدس میں حاضر تھا۔ کھانے کا وقت ہوا تو مولوی صاحب خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ دھلانے کے لئے آگے بڑھے۔ حضورؑ نے ہر چند فرمایا کہ مولوی صاحب آپ نہ دھلائیں مگر مولوی صاحب نے باصرار حضورؑ کے ہاتھ دھلائے اور اس خدمت کو اپنے لئے فخر سمجھا۔

(سیرۃ المہدی۔ ج ۔ 1 ۔ ص۔ 629)

غیروں کا اقرار

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی حضور علیہ السلام کی پاکیزہ زندگی کی گواہی دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

ہماری رائے میں یہ کتاب (براہین احمدیہ) اس زمانہ میں موجودہ حالات کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں شائع نہیں ہوئی اور آئندہ کی خبر نہیں۔۔۔ اور اس کا مؤلف بھی اسلام کی مالی وجانی وقلمی ولسانی وحالی وقالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی گئی ہے۔

(اشاعۃ السنۃ۔ جلد۔ 6 بحوالہ۔ سیرۃ المہدی)

مولوی ظفر علی خاں صاحب، مولوی سراج الدین صاحب کی شہادت دیتے ہیں:

مرزا غلام احمد صاحب 1860ء۔1861ء قریب ضلع سیالکوٹ میں ملازم تھے اس وقت آپ کی عمر 22،23 سال کی ہوگی۔ اور ہم چشم دید شہادت سے کہتے ہیں کہ جوانی میں نہایت صالح اور متقی بزرگ تھے۔

(اخبار زمیندار۔ 8 جون۔ 1908)

بقیہ: فرمانِ خلیفۂ وقت......از صفحہ 1

طرف سے آفات نازل ہو رہی ہیں اور زکوٰۃ کے علاوہ بھی جس قدر صدقات وخیرات وہ دیں، کم ہیں۔ اکثر مسلمان زکوٰۃ کی ادائیگی سے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض ہے جی چراتے ہیں اور جہاں اسلامی احکام کے ماتحت زکوٰۃ لی جاتی ہے وہاں تو بادل ناخواستہ کچھ ادا بھی کر دیتے ہیں مگر جہاں یہ انتظام نہیں وہاں سوائے شاذونادر کے بہت لوگ زکوٰۃ نہیں دیتے اور جو اقوام زکوٰۃ دیتی بھی ہیں وہ اسے نمود کا ذریعہ بنالیتی ہیں اور اس رنگ میں دیتی ہیں کہ دوسرا اسے زکوٰۃ نہیں خیال کرتا بلکہ قومی کاموں کے لئے چندہ سمجھتا ہے۔

پاکستان میں جب سے اسلامی قوانین کا زیادہ نفاذ شروع ہوا ہے زکوٰۃ کو بھی لازمی قرار دیا گیا تو یہ حالت ہے کہ احمدی غیر مسلم، لیکن بعض لوگ اپنی زکوٰۃ بچانے کے لئے بنکوں میں اپنے آپ کو احمدی ظاہر کر دیتے ہیں۔ یا رقمیں جمع ہیں سال ختم ہونے سے دو دن پہلے رقم نکلوا لی تا کہ اس پر زکوٰۃ نہ ادا کرنی پڑے اور جو کرتے ہیں وہ بھی حضرت مصلح موعودؓ نے جس طرح فرمایا، نام ونمود کی خاطر۔ پھر کیونکہ برکت نہیں ہے، نظام نہیں ہے اخباروں میں زکوٰۃ کی تقسیم کی خبریں آتی ہیں تو یوں لگتا ہے جیسے پتہ نہیں کیا شور پڑ گیا ہے اور بعض دفعہ یہ زکوٰۃ کمیٹیاں جو قائم ہیں اخباروں کی خبروں کی مطابق ہی آپس میں دست وگریبان ہو رہی ہوتی ہیں ضمناً ایک واقعہ یاد آ گیا۔ جب میں گھانا میں تھا تو وہاں بعض غیر احمدی شرفاء اپنی زکوٰۃ ہمارے پاس لے آتے تھے کہ ہم جماعت احمدیہ کو یہ دیتے ہیں کیونکہ ہمیں یقین ہے کہ جماعت جہاں خرچ کرے گی تو صحیح مقصد کے لئے خرچ کرے گی۔ اور یہی ہماری زکوٰۃ کا مقصد ہوگا جو پورا ہو جائے گا۔ اگر ہم نے اپنے علماء کو دی تو کوئی پتہ نہیں کیا ہو۔ کیونکہ جب ان کو دی جاتی ہے تو وہاں ان کے اپنے مسائل اور بندر بانٹ شروع ہو جاتی ہے۔

(خطبہ جمعہ 9 مئی 2003ء)

☆...☆...☆

مدیر کے قلم سے

خَیْرُ الْجَلِیْسِ فِی الزَّمَانِ کِتَابٌ

(قسط سوم۔ آخری)

میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے

’’میں نے اس بحث کو اس کتاب میں بڑی دلچسپی کے ساتھ کامل اور قوی دلائل سے انجام تک پہنچایا ہے اور خدائے تعالیٰ نے اس تالیف (ازالہ اوہام۔ ناقل) میں میری وہ مدد کی ہے جو میں بیان نہیں کرسکتا اور میں بڑے دعوے اور استقلال سے کہتا ہوں کہ میں سچ پر ہوں اور خدائے تعالیٰ کے فضل سے اس میدان میں میری ہی فتح ہے اور جہاں تک میں دُور بین نظر سے کام لیتا ہوں تمام دنیا اپنی سچائی کے تحت اقدام دیکھتا ہوں اور قریب ہے کہ میں ایک عظیم الشان فتح پاؤں کیونکہ میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے اور میرے ہاتھ کی تقویت کے لئے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے جس کو دنیا نہیں دیکھتی مگر میں دیکھ رہا ہوں۔ میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے۔ جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشتی ہے اور آسمان پر ایک جوش اور اُبال پیدا ہوا ہے جس نے ایک پُتلی کی طرح اس مشتِ خاک کو کھڑا کر دیا ہے۔ ہر یک وہ شخص جس پر توبہ کا دروازہ بند نہیں عنقریب دیکھ لے گا کہ میں اپنی طرف سے نہیں ہوں۔ کیا وہ آنکھیں بینا ہیں جو صادق کو شناخت نہیں کرسکتیں؟ کیا وہ بھی زندہ ہے جس کو اس آسمانی صدا کا احساس نہیں؟‘‘

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 403)

ایک دست غیبی مجھے مدد دے رہا ہے

’’میرے پیارے دوستو! میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مجھے خدائے تعالیٰ نے سچا جوش آپ لوگوں کی ہمدردی کے لئے بخشا ہے اور ایک سچی معرفت آپ صاحبوں کی زیادت ایمان وعرفان کے لئے مجھے عطا کی گئی ہے۔ اس معرفت کی آپ کو اور آپ کی ذرّیت کو نہایت ضرورت ہے۔ سو میں اس لئے مستعد کھڑا ہوں کہ آپ لوگ اپنے اموال طیّبہ سے اپنے دینی مہمات کے لئے مدد دیں اور ہر یک شخص جہاں تک خدائے تعالیٰ نے اس کو وسعت وطاقت ومقدرت دی ہے اس راہ میں دریغ نہ کرے اور اللہ اور رسول سے اپنے اموال کو مقدّم نہ سمجھے اور پھر میں جہاں تک میرے امکان میں ہے تالیفات کے ذریعہ سے اُن علوم اور برکات کو ایشیا اور یورپ کے ملکوں میں پھیلاؤں جو خدا تعالیٰ کی پاک روح نے مجھے دی ہیں۔ مجھ سے پوچھا گیا تھا کہ امریکہ اور یورپ میں تعلیم اسلام پھیلانے کے لئے کیا کرنا چاہیئے......... میں مشاہدہ کر رہا ہوں کہ ایک دست غیبی مجھے مدد دے رہا ہے۔ اور اگرچہ میں تمام فانی انسانوں کی طرح ناتواں اور ضعیف البنیان ہوں تاہم میں دیکھتا ہوں کہ مجھے غیب سے قوت ملتی ہے اور نفسانی قلق کو دبانے والا ایک صبر بھی عطا ہوتا ہے اور میں جو کہتا ہوں کہ اِن الٰہی کاموں میں قوم کے ہمدرد مدد کریں وہ بے صبری سے نہیں بلکہ صرف ظاہر کے لحاظ اور اسباب کی رعایت سے کہتا ہوں۔ ورنہ خدا تعالیٰ کے فضل پر میرا دل مطمئن ہے اور امید رکھتا ہوں کہ وہ میری دعاؤں کو ضائع نہیں کرے گا اور میرے تمام ارادے اور امیدیں پوری کر دے گا۔‘‘

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 515 تا 520)

جو مجھے دیا گیا ہے وہ محبت کے ملک کی بادشاہت اور معارف الٰہی کے خزانے ہیں

’’وہ خدا جو رحمٰن ہے وہ اپنے خلیفہ سلطان کے لئے مندرجہ ذیل حکم صادر کرتا ہے کہ اس کو ایک ملک عظیم دیا جائے گا اور خزائن علوم ومعارف اس کے ہاتھ پر کھولے جائیں گے اور زمین اپنے رب کے نور سے روشن ہوجائے گی۔ یہ خدائے تعالیٰ کا فضل ہے اور تمہاری آنکھوں میں عجیب۔ اس جگہ بادشاہت سے مراد دنیا کی بادشاہت نہیں اور نہ خلافت سے مراد دنیا کی خلافت۔ بلکہ جو مجھے دیا گیا ہے وہ محبت کے ملک کی بادشاہت اور معارف الٰہی کے خزانے ہیں جن کو بفضلہٖ تعالیٰ اس قدر دوں گا کہ لوگ لیتے لیتے تھک جائیں گے۔‘‘

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 566)

تفہیم الٰہی میرے شامل حال ہے

’’میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ تفہیم الٰہی میرے شامل حال ہے اور وہ عزّاسمہ جس وقت چاہتا ہے بعض معارف قرآنی میرے پر کھولتا ہے اور اصل منشاء بعض آیات کا معہ ان کے ثبوت کے میرے پر ظاہر فرماتا ہے اور میخ آہنی کی طرح میرے دل کے اندر داخل کر دیتا ہے اب میں اس خداداد نعمت کو کیونکر چھوڑ دوں اور جو فیض بارش کی طرح میرے پر ہو رہا ہے کیونکر اس سے انکار کروں۔‘‘

(مباحثہ لدھیانہ، روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 21)

ایک ایک حَرف خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے

’’میں تو ایک حرف بھی نہیں لکھ سکتا اگر خدا تعالیٰ کی طاقت میرے ساتھ نہ ہو۔ بارہا لکھتے لکھتے دیکھا ہے کہ ایک خدا کی روح ہے جو تیر رہی ہے۔ قلم تھک جایا کرتی ہے مگر اندر جوش نہیں تھکتا۔ طبیعت محسوس کیا کرتی ہے کہ ایک ایک حرف خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 482 تا 483)

تائید الٰہی سے مضامین کا دل پر نزول

’’تائیدات الٰہیہ ایک تو بین اور ظاہر طور پر ظہور پذیر ہوتی ہیں اور عام لوگ ان کو دیکھ سکتے ہیں، مگر بعض مخفی تائیدات ایسی ہوتیں ہیں جن کے لئے میری سمجھ میں کوئی قاعدہ نہیں آتا کہ عوام الناس کو کیوں کر دکھا سکوں۔ مثلاً یہی عربی تصنیف ہے۔ میں خوب جانتا ہوں کہ عربی ادب میں کہاں تک دسترس ہے لیکن جب میں تصنیف کا سلسلہ شروع کرتا ہوں، تو یکے بعد دیگرے اپنے اپنے محل اور موقع پر موزون طور پر آنے والے الفاظ القاء ہوتے جاتے ہیں۔ اب کوئی بتلائے کہ ہم کیوں کر اس تائید الٰہی کو دکھلا سکیں کہ خدا کیونکر سینہ پر الفاظ نازل کرتا ہے۔ اور دیکھو اس ایام الصلح میں اکثر مضامین ایسے ہیں جن کا میری پہلی تصانیف میں نام تک نہیں اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ اس سے پہلے وہ کبھی ذہن میں نہ گزرے تھے لیکن اب وہ ایک ایسے طور پر آ کر قلب پر نازل ہوئے ہیں کہ سمجھ میں نہیں آسکتا۔ جب تک خود تائید الٰہی شامل حال ہو کر اس کو اس قابل نہ بنادیوے۔ اور یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے جو وہ ایسے بندوں پر کرتا ہے جن سے کوئی کام لینا ہوتا ہے۔ یہ بھی ایک سچی بات ہے کہ تصنیفات کے لئے جب تک صحت اور فراغت نہ ہو، یہ کام نہیں ہوسکتا اور یہ خدا تعالیٰ کا فضل ان لوگوں ہی کو ملتا ہے جن سے وہ کوئی کام لینا چاہتا ہے۔ پھر ان کو یہ سب سامان جو تصنیف کے لئے ضروری ہوتے ہیں، یکجا جمع کر دیتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 176 تا 177)

گویا مَیں نہیں بلکہ فرشتے لکھتے جاتے ہیں

’’اور تحریر میں مجھے وہ طاقت دی گئی کہ گویا مَیں نہیں بلکہ فرشتے لکھتے جاتے ہیں گو بظاہر میرے ہی ہاتھ ہیں۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 160)

کلام نے وہ معجزہ دکھلایا کہ کوئی مقابلہ نہیں کرسکا

’’یَا اَحْمَدُ فَاضَتِ الرَّحْمَتُ عَلٰی شَفَتَیْكَ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ 517۔ ترجمہ۔ اے احمد! تیرے لبوں پر رحمت جاری کی جاویگی۔ بلاغت اور فصاحت اور حقائق اور معارف تجھے عطا کئے جاویں گے۔ سو ظاہر ہے کہ میری کلام نے وہ معجزہ دکھلایا کہ کوئی مقابلہ نہیں کرسکا۔ اس الہام کے بعد بیس 20 سے زیادہ کتابیں اور رسائل میں نے عربی بلیغ فصیح میں شائع کئے مگر کوئی مقابلہ نہ کرسکا۔ خدا نے ان سے زبان اور دل دونوں چھین لئے اور مجھے دے دئے۔‘‘

(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 510)

مجھے اپنی جناب سے فہم سلیم اور عقل مستقیم عطا کی

’’اور قسم ہے مجھے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے مجھے دیکھا اور مجھے قبول کیا۔ مجھ پر احسان کیا اور میری پرورش کی۔ اور مجھے اپنی جناب سے فہم سلیم اور عقل مستقیم عطا کی اور کتنے ہی نور ہیں جو اس نے میرے دل میں ڈالے جن کے باعث میں نے قرآن سے وہ کچھ جان لیا جو میرے غیر نہیں جانتے اور میں نے اس سے وہ کچھ پایا جو میرے مخالف نہیں پاتے اور میں اس کے سمجھنے میں اس مرتبہ پر پہنچ گیا جس سے اکثر لوگوں کے فہم قاصر رہتے ہیں۔ اور یہ اس کا سراسر احسان ہے اور وہ سب سے بہتر احسان کرنے والا ہے۔‘‘

(حمامۃ البشریٰ، روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 284 تا 285 ترجمہ عربی عبارت)

کتب کی اہمیت۔ خلفاء کرام کے ارشادات

اس مضمون میں خاکسار کے مدنظر دنیا کے مختلف علوم وفنون پر لکھی جانے والی کتب کے علاوہ اسلامی کتب جس میں سب سے اہم کتاب الٰہی قرآن کریم، احادیث پر مشتمل کتب اور پھر آج کے دور میں امام الزمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کرام کی کتب، خطبات و خطابات کے ذخیروں کی اہمیت و افادیت کا ذکر کرنا مقصود تھا۔ جو ہمیں روحانی زندگی دے سکتی ہیں۔ جو ہمارے اخلاق سنوار سکتی ہیں جو ہمارا قبلہ درست کرسکتی ہیں۔علم وعرفان اور حقائق و دقائق کے حوالہ سے ان کتب کے بارہ میں خلفائے خمسہ نے جو تحریکات فرمائیں۔ان میں سے ایک ایک حوالہ یہاں پیش ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں لکھا:

’’حضرت پیر و مرشد میں کمال راستی سے عرض کرتا ہوں کہ میرا سارا مال و دولت اگر دینی اشاعت میں خرچ ہوجائے تو میں مراد کو پہنچ گیا۔ اگر خریدار براہین کے توقف طبع کتاب سے مضطرب ہوں تو مجھے اجازت فرمایئے کہ یہ ادنیٰ خدمت بجالاؤں کہ ان کی تمام قیمت ادا کردہ اپنے پاس سے واپس کردوں۔حضرت پیر و مرشد نابکار شرمسار عرض کرتا ہے اگر منظور ہو تو میری سعادت ہے۔ میرا منشا ہے کہ براہین کے طبع کا تمام خرچ میرے پر ڈال دیا جائے پھر جو قیمت میں وصول ہو وہ روپیہ آپ کی ضروریات میں خرچ ہو، مجھے آپ سے نسبت فاروقی ہے اور سب کچھ اس راہ میں فدا کرنے کے لئے تیار ہوں۔‘‘

(فتح اسلام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 36)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے احباب جماعت کو مخاطب ہوکر فرمایا:

’’اب میں تم سے پوچھتا ہوں کہ تم نے مرزا صاحب کو امام مانا، صادق سمجھا، بہت اچھا کیا لیکن کیا اس غرض و غایت کو سمجھا کہ امام کیوں آیا ہے؟ وہ دنیا میں کیا کرنا چاہتا ہے؟ اس کی غرض یا مقصد میری تقریروں سے یا مولوی عبدالکریم کے خطبوں سے یا کسی اور کی مضمون نویسیوں سے معلوم نہیں ہوسکتی اور نہ ہم اس غرض اور مقصد کو پورے طور پر بیان کرنے کی قدرت رکھتے ہیں اور نہ ہمارے بیان میں وہ زور اور اثر ہوسکتا ہے جو خود اس رسالت کے لانے والے کے بیان میں ہے۔‘‘

(حقائق الفرقان جلد دوم صفحہ 314)

27دسمبر 1920ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے جلسہ سالانہ پر خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

’’تم بے شک ظاہری علوم پڑھو مگر دین کا علم ضرور حاصل کرو اور اپنے اندر دین کی باتیں سمجھنے اور اخذ کرنے کا ملکہ پیدا کرو۔ اس کے لیے ایک تو قرآن کریم سیکھو اور دوسرے حضرت صاحب کی کتابیں پڑھو اور خوب یاد رکھو کہ حضرت صاحب کی کتابیں قرآن کی تفسیر ہیں۔کل میں ان کے متعلق ایک خاص نکتہ بتاؤں گا۔ آج صرف اتنا ہی کہتا ہوں کہ وہ قرآن کی تفسیر ہیں ان کو پڑھو۔‘‘

(اصلاحِ نفس، انوار العلوم جلد 5 صفحہ 447)

اگلے دن حضورؓ نے وہ خاص نکتہ بیان کرتے ہوئے فرمایا:

’’جو کتابیں ایک ایسے شخص نے لکھی ہوں جس پر فرشتے نازل ہوتے تھے ان کے پڑھنے سے بھی ملائکہ نازل ہوتے ہیں۔ چنانچہ حضرت صاحب کی کتابیں جو شخص پڑھے گا اس پر فرشتے نازل ہوں گے۔ یہ ایک خاص نکتہ ہے کہ کیوں حضرت صاحب کی کتابیں پڑھتے ہوئے نکات اور معارف کھلتے ہیں اور جب پڑھو جب ہی خاص نکات اور برکات کا نزول ہوتا ہے۔ براہین احمدیہ خاص فیضان الٰہی کے ماتحت لکھی گئی ہے اس کے متعلق میں نے دیکھا ہے کہ جب کبھی میں اس کو لے کر پڑھنے کے لیے بیٹھا ہوں دس صفحے بھی نہیں پڑھ سکا کیونکہ اس قدر نئی نئی باتیں اور معرفت کے نکتے کھلنے شروع ہوجاتے ہیں کہ دماغ انہیں میں مشغول ہو جاتا ہے۔‘‘

(ملائکۃ اللہ، انوار العلوم جلد 5 صفحہ 560)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’ہر احمدی گھرانہ میں کتب حضرت مسیح موعود موجود ہوں اور زیر مطالعہ ہوں اور انہیں بچوں کو پڑھانے کا انتظام ہو......... احباب ہر تین ماہ میں کم از کم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک کتاب ضرور خرید لیا کریں اور خریدنے کی ترتیب یہ رکھیں کہ حضور علیہ السلام نے جو آخری کتاب تصنیف فرمائی اسے پہلے خرید کر پڑھیں اور پھر اس سے قبل کی کتب علی الترتیب خریدتے چلے جائیں کیونکہ آخری دور کی کتب حضور نے عوام کو مخاطب کرکے نہایت عام فہم اور آسان زبان میں تصنیف فرمائیں جبکہ ابتدائی زمانہ کی کتب علماء کو مخاطب کرکے لکھی گئیں جن کی وجہ سے وہ بہت گہری اور دقیق ہیں لیکن بہر حال وہ بھی بے شمار اور نہایت لطیف اور پُر معارف نکات پر مشتمل ہیں۔‘‘

(الفضل 29 اکتوبر 1977ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’جب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات پر میں غور کرتا ہوں تو اس سے ملتی جلتی حدیثیں یاد آتی ہیں اور جب حدیثوں کو غور سے پڑھوں تو صاف سمجھ آجاتی ہے کہ یہ منبع تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حکمت کا۔ وہ حدیثیں پڑھیں تو قرآن ان کا منبع نظر آتا ہے غرض یہ کہ سلسلہ وار بندوں سے بات شروع ہوکے خدا تک جا پہنچتی ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 27 نومبر 1998ء)

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’اس زمانے میں جیسا میں نے پہلے بھی کہا کہ دعاؤں کے ساتھ ساتھ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی تفاسیر اور علم کلام سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔ اگر قرآن کو سمجھنا ہے یا احادیث کو سمجھنا ہے تو حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی کتب کی طرف توجہ کرنی چاہیے۔ یہ تو بڑی نعمت ہے ان لوگوں کے لئے جن کو اردو پڑھنی آتی ہے کہ تمام کتابیں اردو میں ہیں، چند ایک عربی میں بھی ہیں۔‘‘

(خطبات مسرور جلد دوم صفحہ 401)

نام سلطان القلم اور قلم ذوالفقار

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ

’’اللہ تعالیٰ نے اس عاجز کا نام سلطان القلم رکھا اور میرے قلم کو ذوالفقار علی فرمایا۔‘‘ (تذکرہ ایڈیشن چہارم صفحہ 333)

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے براہین احمدیہ کے متعلق فرمایا کِتَابُ الْوَلِیِّ ذُوالْفِقَارُ عَلِیٍّ کہ ولی کی کتاب علی کی تلوار کی طرح ہے۔ یعنی مخاطب کو نیست و نابود کرنے والی ہے اور جیسے علیؓ کی تلوار نے بڑے بڑے خطرناک معرکوں میں نمایاں کار دکھلائے تھے ایسا ہی یہ بھی دکھلائے گی۔

اس کی تشریح میں فرمایا کہ

’’یہ مقام دار الحرب ہے پادریوں کے مقابلے میں۔ اس لئے ہم کو چاہیئے کہ ہر گز بیکار نہ بیٹھیں۔ مگر یاد رکھو کہ ہماری حزب ان کے ہمرنگ ہو جس قسم کے ہتھیار لے کر میدان میں وہ آئے ہیں اسی طرز کے ہتھیار ہم کو لے کر نکلنا چاہیئے اور وہ ہتھیار ہے قلم۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس عاجز کا نام سلطان القلم رکھا اور میرے قلم کو ذوالفقار علی فرمایا۔‘‘

(تذکرہ ایڈیشن چہارم صفحہ 58)

الغرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تو بحیثیت سلطان القلم سیف کا کام قلم سے کر دکھایا اور اسلام کو فتح دلائی۔ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اتباع میں قلم کو استعمال کریں۔ ایسی قلم جو ذوالفقار علی جیسی ہے جو تمام مخالفین کے مُنہ کو ساکت کرے۔

لوہے کی قلم

اللہ تعالیٰ نے جو ’’حدید‘‘ یعنی لوہے کے نازل ہونے کا ذکر فرمایا ہے۔ وہ تمام چیزیں لوہے سے بنی جو بطور پیشگوئی کے تھیں جیسے ریل، دخانی جہاز، کارخانے وغیرہ

اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

’’میں بھی سارے مضمون لوہے کے قلم ہی سے لکھتا ہوں۔ مجھے بار بار قلم بنانے کی عادت نہیں ہے۔ اس لئے لوہے کے قلم استعمال کرتا ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے لوہے سے کام لیا ہم بھی لوہے ہی سے لے رہے ہیں اور وہی لوہے کی قلم تلوار کا کام دے رہی ہے۔‘‘

(حضرت اقدس جس قلم سے لکھا کرتے ہیں وہ ایک خاص قسم کا ہوتا ہے جس کی نوک آگے سے داہنی طرف کو مڑی ہوئی ہوتی ہے اور اس کی شکل تلوار کی سی ہوتی ہے۔ ایڈیٹر)

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 584)

☆...☆...☆

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

یادگار سفر

(مکرم ملک منور احمد جاوید صاحب سابق نائب ناظر دارالضیافت ربوہ)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''کام کرنے کا جذبہ قوم کو ابھار دیتا ہے۔''

(مشعل راہ جلد اوّل صفحہ 651)

کبھی کبھی میں سوچتا ہوں کہ کیا خوبصورت بامعنی نصیحت سے بھرپور کلام کا یہ شعر ہے۔

خدمت دین کو اک فضل الٰہی جانو
اس کے بدلے میں کبھی طالب انعام نہ ہو

خاکسار اس خوش قسمتی پر ناز کرتا ہے کہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے خدام الاحمدیہ کے دور میں قائد ضلع کے طور پر مجھے خدا تعالیٰ نے خدمت کا موقع دیا اور خاکسار نے اس سے ایک ایک منٹ فائدہ اُٹھایا۔

خاکسار تیرہ برس قائد ضلع لاہور اور قائد علاقہ لاہور رہا۔ اس وقت قصور ضلع لاہور میں شامل تھا۔ میں سیکریٹریٹ میں ملازم تھا۔ میری یہ عادت تھی کہ چھٹی سے ایک گھنٹہ قبل اپنے مددگار سے ایک نان اور چنے منگوا کر کھالیتا تھا اور چھٹی کے بعد مجالس کے دورہ پر نکل جاتا۔ پھر رات کو پتا نہیں ہوتا تھا کہ کہاں آئے گی۔

ایک یادگار روح پرور سفر کے واقعہ کے متعلق سوچتا ہوں اور خدا کے فضلوں کو یاد کرتا ہوں۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب قصور ضلع لاہور میں شامل تھا۔ ایک دفعہ میں دفتر سے چھٹی کر کے بھلیر (موجودہ ضلع قصور) کے دورہ پر چل پڑا، بھائی پھیرو تک تو بس میں چلا گیا لیکن بھائی پھیرو سے بھلیر کا فاصلہ بارہ یا تیرہ کلومیٹر بنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو یاد کیا اور پیدل روانہ ہوگیا۔ ان دنوں سواری اتنی عام نہیں تھی۔ گرمیوں کے دن تھے کچھ راستے گردوغبار سے بھرپور۔ رات تقریباً 9 بجے بھلیر پہنچا۔ کچھ خداموں نے میرے پاؤں دبانے شروع کر دیئے لیکن میں نے سب سے پہلے اپنی بھلیر میں آمد کے بارہ میں آگاہ کیا اور آنے کے اغراض و مقاصد بہت اچھی طرح بیان کئے۔ جب میں اپنے مقاصد و اغراض بتا چکا تو میں نے کہا کہ میں گورنمنٹ کا ملازم بھی ہوں اور صبح ضرور لاہور پہنچنا ہے۔ گاؤں والوں نے کچھ خدام اِدھر اُدھر دوڑا دیے کہ سائیکل کا پتا کر کے آئیں مگر تھوڑی دیر بعد خدام واپس آ کر کہنے لگے کہ کسی کے پاس سائیکل نہیں ہے۔ پھر ان میں سے ایک آدمی کہنے لگا کہ فلاں آدمی کے گھر معلوم کر کے آؤ کہ بڑے والا گدھا گھر پر ہے کہ نہیں۔ تھوڑی دیر بعد آدمی نے واپس آ کر کہا بڑے والا گدھا شہر گیا ہوا ہے۔ رات کو اللہ تعالیٰ سے دعائے خیر کر کے سو گیا۔ شدید گرمیوں کے دن تھے صبح سویرے جلدی اٹھ گیا فجر کی نماز پڑھ کر پیدل ہی بھائی پھیرو کی جانب چل پڑا۔ میرے ساتھ کچھ خدام بھی چلے مگر تھوڑی دور جا کر میں نے خدام سے کہا کہ آپ واپس چلے جائیں میری فکر نہ کریں اللہ فضل کرے گا۔ شدید گرمی تھی اور گردوغبار سے بھری ہوئی کچی سڑک تھی راستے میں دعائیں کرتا چلا جارہا تھا کہ مجھے کچھ گدھوں کے چلنے کی چاپ سنائی دی میں ایک درخت کے نیچے ٹھہر کے گدھوں کا انتظار کرنے لگا جب گدھے پاس آ گئے تو میں نے جیسے سڑک پر کھڑے ہو کر بس روکنے کے لئے ہاتھ کھڑا کرتے ہیں ویسے ہی ہاتھ کھڑا کیا۔ ایک آدمی گدھے پر بیٹھا ہوا تھا باقی آٹھ دس گدھے خالی تھے۔ گدھے والے آدمی نے کہا کہ کیا بات ہے باؤ جی۔ میں نے کہا کہ میں بھائی پھیرو جانا چاہتا ہوں۔ گدھے والے نے کہا بیٹھ جاؤ کسی گدھے پر۔ میں نے کہا کہ مجھے بیٹھنا نہیں آتا بیٹھنے میں میری مدد کرو خیر گدھے والا نیچے اترا اور مجھے سوار کروایا۔

اب آپ ذرا سوچیں کہ سفید شرٹ، سفید پتلون سر پر جناح کیپ پہنی ہوئی تھی اور تھوڑا راستہ طے کرنے کے بعد ایک جگہ گزرے جہاں سکول میں آدھی چھٹی ہوئی تھی۔ بچے میری طرف دیکھ کر تالیاں بجاتے رہے اور سفر گزرتا گیا۔ آخر دس ساڑھے دس بجے بھائی پھیرو پہنچ گیا وہاں سے بس لے کر لاہور کے لئے روانہ ہوا۔ اب اس سفر کے بارہ میں سوچتا ہوں تو شعر کا یہ مصرعہ یاد آتا ہے

اے جنوں کچھ کام کر بے کار ہیں عقلوں کے وار

☆...☆...☆

ہمدردی مخلوق

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

''عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔''

مخلوق خدا کی ہمدردی اور ان کی خدمت کا ایک موقع اس وقت ظاہر ہوتا ہے کہ جب کوئی شخص بیمار ہو جائے۔ بیماروں کی ایک بہت بڑی تعداد ایسی ہے جو فضل عمر ہسپتال میں دور و نزدیک سے آتی ہے لیکن وہ اپنا علاج معالجہ خود کروانے کی استطاعت نہیں رکھتی۔ احمدی احباب و خواتین کے عطیات کے ذریعہ ہی انہیں علاج کی ہر ممکن سہولت فراہم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ لیکن سب ضرورت مندوں کیلئے یہ خدمت بجالانا احباب جماعت کے خاص تعاون سے ہی ممکن ہے احباب و خواتین سے گزارش ہے کہ وہ اپنے عطایا جات ہسپتال کی مد امداد نادار مریضاں اور مد ڈویلپمنٹ میں بھجوا کر ثواب دارین حاصل کریں۔

25/ ستمبر2020ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		04:54	18:14
مدینہ منورہ	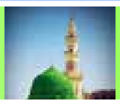	04:54	18:15
قادیان	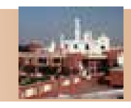	04:57	18:21
ربوہ		04:37	18:01
اسلام آباد ٹلفورڈ		05:31	18:45